از:۔ مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی صدر مفتی مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

غیر سودی رفاہی اداروں کو درپیش چند مسائل

جمعیۃ علماء ہند کے ادارہ مباحث فقہیہ کی طرف سے اسلامی نظام معیشت کے بارے میں موصول ہونیوالے اہم سوالات کا خلاصہ اور ان کے مختصر جوابات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

سودی معاملے کا انسداد اور اُس کے وسائل :۔

اسلام میں تعیش کی اجازت ہے نہ ہی اس میں تقشف روا ہے اسلام معیشۃ متوسط کا قائل ہے اس طبقہ متوسط میں تین درجے ہیں۔ ادنےٰ۔ اوسط، اعلےٰ۔ اپنی مالی حیثیت اور اور خصوصی ماحول کے مطابق طبقہ متوسط کے کسی درجے میں ہر شخص کو گزر بسر کرنے کا حق ہے لیکن کسی کا اعلیٰ درجہ میں ہونے کے باعث اس پر اصرار کرنا اور ہمیشہ معیشت کے اسی پہلو کو اختیار کرنا اس کی اجازت نہیں۔ اسے چاہیئے کہ عام حالات کا مقابلہ کرے۔ مشقت کا عادی ہو اور سادگی کو اپنے لیے عار کی بجائے اسے اپنا فخر سمجھے۔ اسی طرح تقشف بھی مذموم ہے کہ ایک طبقہ خستہ حالی کا شکار ہو، اس کی مدد نہ کرنا، اور اسے اس حال سے نجات نہ دلانا یہ بھی اسلامی تعلیم اور اخلاق کے سراسر منافی ہے۔ ایک شخص آسائش کے درجہ اول کے طور پر ہمیشہ اس کا خواہشمند ہو کہ میرا مکان اچھے سے اچھا ہو۔ لباس اور خوراک بہتر سے بہتر ہو۔ اور عمدہ سواری غرضیکہ ہر اعتبار سے وہ تفوق چاہتا ہو۔ یہ رفاہیت بالغہ ہے اسلام ایسی رفاہیت کے خلاف ہے کسی حال میں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اسراف و تبذیر۔ غلط قسم کی رسومات، فضول اور حرام پیشے، لہو ولعب کے آلات جو معاشرے میں گمراہی، بے کاری اور اوباشی پھیلاتے ہیں۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے تاکہ

ناجائز ذرائع آمدنی اور بیجا غلط مصرف پر ملکی متاع کے ضیاع کا انسداد کیا جائے معاشرے میں اعتدال اور معیشتہ متوسطہ کے قیام میں آسانی ہو۔

سوالات اور ان کے جوابات

۱: غیر سودی رفاہی اداروں کا چلانا صحیح ہے؟

۱ : رفاہی کاموں کے لیے مالی ضروریات کا متکفل بیت المال ہوتا ہے، زائد مال کا ذخیرہ کرنا۔ امانتوں کی حفاظت، دفاع اور ملکی فلاح وبہبود پر خرچ کرنا، تجارت، صنعت کو ترقی دینا - اور روزگار مہیا کرنا۔ شراکت اور مضاربت کے ذریعہ جائز منافع کمانا بیت المال کی ذمہ داری میں داخل ہے اور اس نظام کی غیر موجودگی میں بیت المال کی بجائے اس قسم کے رفاہی ادارے اور سوسائٹیوں کا اجراء جماعت مسلین کے ذمے ہے۔ محکمہ قضاء کی طرح اگر وقت کا بادشاہ اس کے قیام میں سستی کرتا ہو تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ لوگوں میں باہمی نزاع کے فیصلوں کے لیے نظام قائم کریں۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

واما وصف القضاء ففرض كفاية فلو امتنع الكل اثموا هذا اذا كان السلطان لا يفصل بنفسه[1]

نظام معیشت میں اعتدال اور سود کے خاتمے کے لیے بیت المال نامی نظام کیلیے سعی کہیں زیادہ اہم ہے۔

۲: اس طرح کے غیر سودی رفاہی اداروں کا چلانا صحیح ہے؟

۲ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی سیرت میں جن چیزوں کا ذکر آیا ہے۔ وہ خلق خدا سے متعلق متعدی منافع کی باتیں ہیں ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، عاجز درماندہ شخص کو اونٹ پر سوار کرتے ہیں بے روزگار کو کسب تلاش کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثہ میں آپ لوگوں کی ہنگامی امداد کرتے ہیں ہمارے معاشرہ میں عامۃ الناس کے تعاون کی یہ صورتیں مفقود ہیں۔ ورنہ آج ہمارے لیے یہ مشکل مسائل پیدا نہ ہوتے۔ خصوصاً مصائب میں مصیبت زدہ کی ہنگامی امداد تو بالکل مفقود

---

[1] فتح القدیر ج ۵ ص ۴۵۳ مصری

ہے۔ اگر یہ وصف وجود میں آجائے تو پھر بیمہ اور انشورنس کی لعنت سے ہم بچ جائیں۔

اسلام نے خرید وفروخت اور دیگر معاملات میں نزاع اور خطرے سے خالی معتدل اور مفید نظام پیش کیا ہے اسلام نے جزوی اور شخصی فائدے کے پیش نظر عوام کے استحصال کی اجازت نہیں دی ایسی شرائط جن میں کسی ایک فریق کا مخصوص فائدہ پوشیدہ ہو اسے شرع نے فساد کا موجب قرار دیا ہے۔ قرض حسنہ پر سود لینا۔ سود اسلف میں خطرے اور اندیشے کا معاملہ کرنا تھوڑی رقم لے کر کسی بڑے نفع کا جھانسہ دینا اسے جوئے کا عنوان دیا۔ اسلام نے افراط اور تفریط، ظلم، تعدی اور نقصان سے پاک معاشرہ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرض اسلام میں ممدوح ہے احسان اور تبرع محض ہے جب یہ کسی شرط سے مشروط ہو اور اس میں جلب منفعت پیدا ہو جائے تو یہ قرض مطلق نہیں رہتا اور احسان کی بجائے دور جاہلیت کی اس میں مضرت لوٹ آتی ہے یہ عین ربٰو ہے۔ جن ربٰو خوروں کے ساتھ قرآن نے اعلان جنگ کیا ہے وہ یہی لوگ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چار روز قبل فرمایا تھا۔

لَإِنْ سَلَّمَنِی اللّٰہُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَھْلِ الْعِرَاقِ لَا یَحْتَجْنَ إِلَی رَجُلٍ بَعْدِی[1]

اگر خدا نے مجھے زندہ رکھا تو میں آئندہ عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے ایسا روزگار مہیّا کروں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہ ہوں گی۔

۳: پاس بک کی قیمت لینا۔ اور اس کا ادارے میں صرف کرنا؟

۴: ادارے کے مصارف کہاں سے پورے کیے جائیں؟

ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے ضروری مصارف کی طرح حکومت یا جماعت مسلمین اس رفاہی اور اسلامی ادارے پر اپنا سرمایہ لگائے جس کا فائدہ ہمہ گیر ہے۔ صدقات غیر واجبہ میں کوئی اشکال نہیں اور صدقات واجبہ میں فقراء، ومساکین وغیرہ علاقے کے مستحقین سے فاضل مال کی شرط پر بطور تملیک ممکن ہے ہند و پاک میں حنفی مذہب کی اطاعت مفید ہو گی تاکہ اس آزادی کے باعث بے راہروی پیدا نہ ہو۔

---

[1] بخاری ج ۱ ص ۵۲۳

یاد رہے کہ اس مد میں ایسے لوگوں سے مدد لی جائے جو اس کام کی اہمیت سمجھتے ہیں۔
پاس بک۔ ایک دفتری ضرورت ہے۔ عرف کے مطابق کھاتہ اندراج کی رسید دیکر اس کی قیمت وصول کر کے ادارے کے مصارف میں لگائی جائے۔

۵: قرض لینے والوں سے ادارے کا اجرۃ الخدمت وصول کرنا اور اپنے اخراجات میں لگانا؟
قرض دہندہ اور قرضدار کے مابین ادارہ ایک واسطہ ہے اور وکیل ہے وہ قرضدار ہے نہ مالک۔ کُلُّ قرضٍ جَرَّ نَفعًا فھو ربٰو۔ میں نفع کی ممانعت مالکوں کی طرف لوٹتی ہے اور ہمارے ہاں مالکوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ انہوں نے تو بڑی فیاضی سے اپنے قرض کے ادارے کو قرض بلاسود اور شرعی مضاربت کی اجازت دے رکھی ہے بایں ہمہ ادارے نے بلاسود قرض کا اتنا بڑا بیڑا اٹھایا ہے تو اتنی قلیل منفعت میں مفت کی ملامت نہ لے اور یہ بھی جانے کہ معاوضہ میں نقدی سے کہیں اصل مقصد ہی فوت نہ ہو جائے نیز اجرۃ الخدمت کی حد بندی اور اس کی مقدار کا تعین مشکل معلوم ہوتا ہے۔

۶: سرمایہ کو تجارت میں لگا کر ادارے کے اخراجات پورے کرنا؟
مالکان کی اجازت سے بلامعاوضہ اور منافعت ان کے سرمایہ کو تجارت میں لگایا جا سکتا ہے یا بصورت مضاربۃ ادارے کی امداد قومی تعاون سے حاصل کی جائے ایسی جماعت تیار کی جائے جو اپنی آمدنی کا مقررہ حصہ اس ادارے میں جمع کرلے۔ پیداوار تجارتی منافع اور خصوصی تقاریب میں بھی اس ادارے کی مدد کی جاتے اور اہلِ اسلام کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔ نیز پیش آمدہ فوری اخراجات کے لیے ہنگامی امداد بھی حاصل کی جائے اور عوام و خواص میں اس کی عادت ڈالی جائے۔ مسلم ممالک کے ساتھ رابطہ بھی مفید معلوم ہوتا ہے۔
ادارے کی عاملہ جو باقاعدہ ادارے کے لیے کام کرتی ہے۔ وہ ادارے کی طرف سے تجارت کرے وہ اپنا مشاہرہ لے اور منفعت ادارے کی ہو۔

۷: قرض لینے والوں سے معاہدہ نامہ اور فارم کی قیمت وصول کرنا؟
فارم کی قیمت قرض جر منفعت کی مد میں شامل نہیں۔ قرض دہندہ کو اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ اس سے اس کو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس میں تو شبہ ربٰو مشکل ہے۔ البتہ نمبر ۵ میں اجرۃ الخدمت کے نام سے جو معاوضہ لیا جائے گا۔ اس میں شبہ ربٰو معلوم ہوتا ہے۔

۸: قرض کی سابق مدت ختم ہونے کے بعد توسیع مدت اور تجدید کے لیے دوسرے معاہدہ

نام کی مستقرض سے قیمت وصول کرنا ؟

۸ : اس سلسلہ میں آسانی روا رکھی جاتے پہلے فارم پر تجدید اور توسیع کر دی جائے اگر کوئی قانونی مشکل درپیش ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حسب عرف قرض کی کمی بیشی سے بھی فارم کی قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔

اگر قرضدار نے کل رقم ادا کر دی ہے تو پہلا معاہدہ نامہ باطل ہو جائے گا۔ اور اگر کل قرض باقی ہے یا اس کا کچھ حصہ باقی ہے۔ تو پہلے معاملہ قرض کا حوالہ دے کر دوسرے فارم میں اسے منتقل کیا جائے۔ وصولی کی اُمید ہو تو پھر فرمانِ خداوندی میں ایک مدت تک مہلت کا ضابطہ مقرر ہے قال اللہ تعالےٰ

وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة

زیورات مکفولہ کی مروجہ ریٹ کے مطابق ابتداءً قیمت مقرر کی جائے۔ تاکہ قرض کی زیورات سے وصولی کے وقت تنازعہ کا باعث نہ ہو۔

صورت مسئولہ کی جملہ صورتوں نے رہن کی شکل اختیار کر لی ہے لہذا ان پر بحث کے وقت رہن کی جملہ شقیں زیر بحث آئیں گی۔

۹-۱۰ : مستقرض سے اشیاء مرہونہ کی حفاظت کا کرایہ لینا۔

امانت میں حفاظت کے عوض کرایہ لینے کی اجازت ہے البتہ اس صورت میں تاوان اگر آئے گا تو اس کی ذمہ داری ادارے پر ہو گی۔

ہدایہ میں ہے بخلاف المودع بالاجر لان الحفظ مستحق عليه مقصودا حتى يقابله الاجر۔ ص ۳۰۶/۳۷، کتاب الاجارہ

لیکن رہن میں حفاظت کے عوض کچھ لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ بطور وثیقہ مرتہن اپنے قرض کے عوض اشیاء مرہونہ کو اپنے پاس رکھنے میں مجبور ہے اور یہ اس کی ضرورت ہے اور زائد از دین حصۂ رہن تبعاً مقبوض ہے اس کی حفاظت بھی مرتہن کے ذمہ ہے جس کی وہ اجرت نہیں لے سکتا۔

۱۱۔ زیورات یا قیمتی اشیاء ادارے کے پاس بطور امانت رکھی جائیں ان کا کرایہ بحسب مشقت لینا جائز ہے۔ کما مر من الہدایۃ۔

۱۲ : مروجہ بنکوں کے میعادی چیک ضرورت مندوں سے کم قیمت پر خرید کر بنک

گراں فروخت کرنا؟
یہ زیادتی اجل اور میعاد کے عوض حاصل ہو رہی ہے لہذا عین ربوٰ ہے۔
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔
۱۳: رقم اگر مصارف ادارہ سے بڑھ جائے؟
بچت سکیموں پر لگاکر ادارے کی دولت بڑھانا چاہیئے۔
۱۴: ادارے کی جمع شدہ رقم امانت بغرض حفاظت کس بنک میں رکھیں؟
بینک کے جس کھاتے میں رقم جمع کرائی جائے وہ آگے اس رقم کو سودی کاروبار میں لگاتے ہیں۔ اور آجکل دھوکہ دہی کے طور پر شراکتی نفع ونقصان کا کھاتہ قائم کیا ہے کبھی کچھ نفع ظاہر کرتے کبھی کچھ لیکن اندر کھاتہ یہ منافع سودی رقم کے ہوتے ہیں۔ بہتر ہے کہ حکومت سے اپنے اس بیت المال نامی ادارے کی منظوری لینی چاہیئے۔ ورنہ بصورت دیگر ادارہ اپنی ذمہ داری پر کرنٹ اکاونٹ کی رقم جمع کرا کر اپنے کھاتہ میں اس جمع شدہ سرمایہ پر علامات لگادے اور عامۃ الناس سے اپنے کھاتہ کے مطابق معاملہ کرے۔
دارالحرب میں گو سود لینے کی بعض علماء نے اجازت دی ہے لیکن محققین اس کی تاویل یہ کرتے ہیں سود لے کر اسے اپنا زادِ سفر بنائے اور ہجرت کر جائے۔
نیز ہمارے حضرات مانعین بھی اگر موشگافیوں میں پڑکر اس طرح کا عمل اپنالیں تو پھر خداحافظ۔ مالِ حرام جمع ہو جائے تو اس کے متعلق فقہاء کرام فرماتے سبیلہ التصدق بغیر نیت ثواب کے کمپنی اور بنک سے لے لے اور مضطر حال شخص پر صرف کرے کسی رفاہی کام پر نہ لگائے جو کہ اصل سرمایہ کا مصرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔